اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 1298:

آذان کے دوران سحری بند کرنے سے متعلق ایک حدیث کا صحیح مطلب

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

آجکل ایک حدیث شریف ذکر کر کے یہ غلط فہمی پھیلائی جارہی ہے کہ فجر کی اذان کے دوران بھی کھا پی کر سحری بند کرنا درست ہے، حالاں کہ یہ بات دلائل کی رو سے درست نہیں۔ ذیل میں اس حدیث شریف کا صحیح مفہوم واضح کر کے اس غلط فہمی کا ازالہ کیا جارہا ہے۔

فجر کی اذان کے دوران سحری بند کرنے کا حکم:

1۔ قرآن وسنت کے واضح دلائل سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ سحری کا وقت رات ہی کو ہے، جیسے ہی رات ختم ہو جائے اور صبح صادق کا وقت داخل ہو جائے تو اس کے بعد سحری کرنا ناجائز ہے، ایسی صورت میں روزہ درست نہیں ہوتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم سورۃ البقرۃ آیت نمبر 187 میں سحری اور افطاری سے متعلق فرماتے ہیں کہ:

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ.

ترجمہ: ”اور اس وقت تک کھاؤ پیو جب تک صبح کی سفید دھاری سیاہ دھاری سے ممتاز ہو کر تم پر واضح (نہ) ہو جائے، اس کے بعد رات آنے تک روزے پورے کرو۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رات کو سیاہ دھاگے، جبکہ صبح صادق کو سفید دھاگے سے تشبیہ دی ہے اور کھانے پینے کی آخری حدّ بھی بیان فرمادی ہے کہ اُس وقت تک کھاتے پیتے رہو جب تک صبح صادق طلوع نہ ہو جائے۔ اور خود نبی کریم ﷺ نے بھی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے یوں فرمایا کہ: ”سیاہ دھاگے سے مراد رات کی تاریکی ہے، جبکہ سفید دھاگے سے مراد دن کی روشنی ہے۔“

- صحيح البخاري:

٤٥١٠- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ؟ أَهُمَا الْخَيْطَانِ؟ قَالَ:

«إِنَّكَ لَعَرِيضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ»، ثُمَّ قَالَ: «لَا، بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ».

اس آیت مبارکہ اور حدیث شریف کا واضح مطلب یہ ہے کہ سحری کھانا رات ہی کو درست ہے، اور جب صبح صادق طلوع ہو جائے تو اس کے بعد سحری کرنا جائز نہیں۔ اس آیت سے سحری کا آخری وقت بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ سحری رات ہی کو بند کرنی ضروری ہے، اور اس سے یہ اہم مسئلہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ سحری بند کرنے کا تعلق صبح صادق کے ساتھ ہے نہ کہ اذان کے ساتھ، جس کا مطلب یہ ہے کہ اذان بھلے نہ ہوئی ہو لیکن صبح صادق ہو چکی ہو تو اس کے بعد کھانا پینا جائز نہیں۔

2۔ سورۃ البقرہ کی مذکورہ آیت کو امت کے ائمہ اربعہ اور جمہور اہلِ علم نے ایک متفق علیہ اصول قرار دیا ہے، اور ان کے نزدیک یہی راجح اور درست ہے کہ سحری بند کرنے کا تعلق رات کے ساتھ ہے نہ کہ دن کے ساتھ، اور صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد سحری کھانا ناجائز ہے، جیسا کہ حضرت علامہ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ ”سنن ابی داود“ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ:

وذهب الجمهور إلى امتناع السحور بطلوع الفجر، وهو قول الأئمة الأربعة وعامة فقهاء الأمصار.

یعنی کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد سحری کھانا ناجائز ہے، یہی چاروں ائمہ مجتہدین اور دیگر فقہائے عظام کا مذہب ہے۔

3۔ ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ صبح صادق کا وقت داخل ہو جانے کے بعد سحری کرنا ناجائز ہے، اور چوں کہ فجر کی اذان صبح صادق طلوع ہو جانے کے بعد دی جاتی ہے، اس لیے فجر کی اذان کے دوران کھانے پینے اور سحری بند کرنے سے روزہ نہیں ہوتا۔

مذکورہ مسئلے کی مزید مدلل تفصیل بندہ کے رسالے ”روزے کے مسائل“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اذان کے دوران سحری بند کرنے سے متعلق ایک حدیث شریف کا درست مفہوم:

مذکورہ مسئلے سے متعلق بعض لوگ ’’سنن ابی داود‘‘ کی ایک حدیث شریف پیش کرتے ہیں کہ: ’’جب تم میں سے کوئی شخص اذان کی آواز سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے بلکہ اس سے اپنی ضرورت پوری کرلے۔‘‘

۲۳۵۲- حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ فَلَا يَضَعْهُ حَتَّى يَقْضِيَ حَاجَتَهُ مِنْهُ».

اور وہ لوگ اس حدیث سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ فجر کی اذان کے دوران بھی کھاپی کر سحری بند کی جاسکتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ واضح غلط فہمی ہے۔ ذیل میں اس حوالے سے چند باتیں ذکر کی جاتی ہیں:

1۔ جب قرآن وسنت کے واضح دلائل کی روشنی میں صبح صادق کے بعد دی جانے والی فجر کی اذان کے دوران سحری کرنا جائز نہیں تو پھر مذکورہ حدیث کا ایسا مطلب بیان کرنا کہ جو اِن واضح دلائل کے خلاف ہو یا ان کے مابین ٹکراؤ کی صورت پیدا کرے، ظاہر ہے کہ یہ طرزِ عمل ہرگز درست نہیں، اور نہ ہی یہ شریعت کا تقاضا ہوسکتا ہے، اس لیے اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

2۔ مذکورہ حدیث سے متعلق ایک اہم بات یہ ہے کہ اس حدیث میں کوئی بھی ایسا لفظ نہیں ہے کہ جس سے واضح طور پر یہ معلوم ہورہا ہو کہ اس حدیث کا تعلق سحری بند کرنے کے ساتھ ہے، یعنی نہ تو اس حدیث میں فجر کا لفظ ہے، نہ سحری کا لفظ ہے اور نہ ہی اس میں روزے اور رمضان کا لفظ ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں اس سے سحری ہی مراد لینا کسی طرح درست نہیں، بلکہ یہ لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے والی بات ہے۔

3۔ یہی وجہ ہے کہ جمہور ائمہ مجتہدین اور فقہائے امت نے اس حدیث سے یہ معنی مراد لیا ہی نہیں کہ صبح صادق کے بعد فجر کی اذان کے دوران بھی کھاپی کر سحری بند کی جاسکتی ہے، بلکہ حضرات اہلِ علم نے اس حدیث کے متعدد معانی بیان فرمائے ہیں، تاکہ اس حدیث شریف کا قرآن کریم کے واضح اصول اور دیگر احادیث سے

ٹکراؤ بھی پیدا نہ ہو اور اس حدیث کا صحیح مطلب بھی واضح ہو سکے۔ چنانچہ بعض اہلِ علم فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا تعلق عام اذان کے ساتھ ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ: جب تم میں سے کوئی اذان کی آواز سنے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اس کو نہ رکھے بلکہ اس سے اپنی ضرورت پوری کرلے"، یعنی اذان ہو جانے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اذان کی وجہ سے عام کھانا پینا چھوڑ دے اور اذان کا جواب دے بلکہ وہ اس دوران بھی کھا پی سکتا ہے، گویا کہ یہ حدیث عام اذان اور عام کھانے پینے سے متعلق ہے۔ اسی طرح بعض حضرات اہلِ علم نے مذکورہ حدیث سے اسی معنی میں تکبیر یعنی اقامت مراد لی ہے کیوں کہ اقامت کو بھی اذان کہا جا سکتا ہے جیسا کہ احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

اور اگر یہ بات تسلیم کرلی جائے کہ اس حدیث کا تعلق سحری کے ساتھ ہے تو ایسی صورت میں اس کا ایک معنی بعض اہلِ علم نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص سحری کر رہا ہو اور اسی دوران فجر کی اذان شروع ہو جائے لیکن اس کو صبح صادق طلوع ہونے کا یقین نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ اس اذان کے دوران بھی کھا پی سکتا ہے کیوں کہ اس اذان کا صبح صادق کے بعد ہونا یقینی نہیں، بلکہ مشکوک ہے تو ایسی صورت میں اس کے لیے گنجائش ہے کہ وہ اس اذان کے دوران کھا پی کر سحری بند کرلے، لیکن جہاں یقین ہو جائے کہ صبح صادق کا وقت داخل ہو چکا ہے اور اس کے بعد اذان شروع ہو جائے تو ایسی صورت میں اذان کے دوران کھانا پینا جائز نہیں۔

جبکہ اس حدیث کا دوسرا معنی متعدد اکابرِ امت نے یہ بیان کیا ہے کہ اس حدیث کا تعلق اُس اذان کے ساتھ ہے جو کہ صبح صادق سے پہلے دی گئی ہو، کیوں کہ حضور اقدس ﷺ کے مبارک دور میں دو اذانیں دینے کا رواج رہا: ایک اذان صبح صادق سے کافی پہلے جو کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ دیتے تھے، اور دوسری اذان صبح صادق کے بعد جو کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ دیتے تھے، جس کا ذکر متعدد احادیث میں آیا ہے، اور جب صبح صادق سے پہلے بھی ایک اذان دی جانے کا رواج تھا تو ایسی صورت حال میں حضور اقدس ﷺ نے اس حدیث میں سحری سے متعلق یہ حکم واضح فرمادیا تاکہ لوگ غلطی میں مبتلا نہ ہوں کہ جب یہ صبح صادق سے پہلے دی جانے والی اذان شروع ہو جائے اور تمہارے ہاتھ میں کھانے پینے کا برتن ہو تو اس صورت میں تم کھا پی

کر سحری کر سکتے ہو کیوں کہ ابھی تک صبح صادق طلوع نہیں ہوئی ہے بلکہ ابھی رات باقی ہے۔ چنانچہ ”صحیح مسلم“ کی حدیث ہے کہ:

”إِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ فَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى تَسْمَعُوا تَأْذِينَ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ.“

(صحيح مسلم حديث: ١٠٩٢)

یعنی کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں، اس لیے اس وقت تک کھا پی سکتے ہو جب تک ابن ام مکتوم کی اذان نہ ہو جائے، (کیوں کہ وہ فجر طلوع ہو جانے کے بعد اذان دیتے تھے۔)

اسی طرح ”صحیح مسلم“ کی ایک اور حدیث میں بھی یہی مضمون آیا ہے کہ:

”لَا يَغُرَّنَّكُمْ نِدَاءُ بِلَالٍ وَلَا هَذَا الْبَيَاضُ حَتَّى يَبْدُوَ الْفَجْرُ.“

(صحيح مسلم حديث: ١٠٩٤)

یعنی کہ تمہیں بلال کی اذان اور صبح کاذب کہیں غلطی میں نہ ڈال دیں یہاں تک کہ فجر طلوع نہ ہو جائے۔

(**فائدہ:** صبح صادق سے کچھ لمحات پہلے ایک روشنی سی نمودار ہوتی ہے جو عمودی شکل میں ہوتی ہے، جس سے یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ صبح صادق ہو چکی ہے لیکن چند ہی لمحوں بعد وہ غائب ہو جاتی ہے، اس کو صبح کاذب کہا جاتا ہے۔)

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ ”سنن ابی داود“ کی اس حدیث شریف کا صحیح مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے وہ اذان مراد ہو جو کہ صبح صادق سے پہلے دی جاتی تھی کہ جب یہ اذان ہو جائے اور تمہارے ہاتھ میں برتن ہو تو تم اس کو نہ رکھو بلکہ اس سے اپنی حاجت پوری کر لیا کرو، کیوں کہ ابھی تک صبح ہوئی ہی نہیں ہے۔ یہ مطلب مراد لینے کے بعد زیرِ بحث حدیث کا صحیح مطلب بھی واضح ہو جاتا ہے اور قرآن و حدیث میں باہمی ٹکراؤ کی صورت بھی پیدا نہیں ہوتی، بلکہ باہم تطبیق کی صورت نکل آتی ہے۔

(اس کی مزید مدلل تفصیل کے لیے دیکھیے: جامعہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ نمبر: 3/1724)

خلاصہ: سحری کا تعلق رات کے ساتھ ہے، اس لیے صبح صادق طلوع ہو جانے یعنی دن شروع ہو جانے کے بعد سحری کرنا ناجائز ہے اگرچہ اذان نہ ہوئی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ صبح صادق کے بعد دی جانے والی فجر کی اذان کے دوران کھا پی کر سحری بند کرنا ناجائز ہے۔ جہاں تک ''سنن ابی داود'' کی زیرِ بحث حدیث کا تعلق ہے تو اس بات کی کوئی دلیل نہیں کہ اس حدیث میں مذکور اذان سے صبح صادق کے بعد دی جانے والی اذان مراد ہے، اسی طرح اس بات کی بھی کوئی دلیل نہیں کہ اس میں کھانے پینے سے مراد صبح صادق کے بعد بند کی جانے والی سحری ہے۔ کیوں کہ اگر اس حدیث میں مذکور اذان سے صبح صادق کے بعد دی جانے والی فجر کی اذان مراد لی جائے اور کھانے پینے سے صبح صادق کے بعد بند کی جانے والی سحری مراد لی جائے تو یہ ہر گز درست نہیں کیوں کہ اول تو اس حدیث میں نہ تو فجر کا ذکر ہے، نہ سحری کا، نہ روزے کا اور نہ ہی رمضان کا۔ دوم یہ کہ یہ مطلب قرآن کریم سورۃ البقرہ کی آیت اور احادیث مبارکہ کے بھی خلاف ہے۔ سوم یہ کہ یہ مطلب چاروں ائمہ مجتہدین اور جمہور فقہائے امت کے بھی خلاف ہے۔ جہاں تک اس حدیث کے صحیح مطلب کا تعلق ہے تو اس کے متعدد درست معانی ما قبل میں ذکر ہو چکے، وہ معانی مراد لینے کی صورت میں کچھ بھی خرابی لازم نہیں آتی۔ اس لیے لوگوں کے پھیلائے گئے مغالطوں میں مبتلا ہو کر اپنے روزے خراب کرنے سے بچنا چاہیے۔

عبارات

- التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِيرِ:

٦٨١- إذا سمع أحدكم النداء والإناء على يده فلا يضعه حتى يقضي حاجته منه (حم د ك) عن أبي هريرة (صح).

(إذا سمع أحدكم النداء) ..... وأريد به هنا الإقامة، ويحتمل أنه أريد به الأذان نفسه، وأن المراد به: لا يجيب الإجابة المسنونة إلا بعد فراغه (والإناء) إناء الطعام أو الشراب (على يده فلا يضعه حتى يقضي حاجته منه) وهو نظير: «إذا حضر العشاء والعشاء» تقدم، ويحتمل أن

الخطاب للصائمين وأنه إذا سمع أحدهم أذان الصبح، وبهذا جزم الرافعي وغيره، (حم د ك عن أبي هريرة) رمز المصنف لصحته. قال الحاكم: على شرط مسلم وأقره الذهبي، إلا أنه قال: إنه مشكوك في رفعه. (حرف الهمزة)

- فيض القدير:

٦٨٦- (إذا سمع أحدكم النداء) أي الأذان للصبح وهو يريد الصوم (والإناء) مبتدأ (على يده) خبره (فلا يضعه) نهي أو نفي بمعناه (حتى يقضي حاجته) بأن يشرب منه كفايته ما لم يتحقق طلوع الفجر أو يظنه يقرب منه. وما ذكر من أن المراد به أذان الصبح هو ما جزم به الرافعي فقال : أراد أذان بلال الأول بدليل إن بلالا يؤذن بلبل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم وقيل المراد أذان المغرب فإذا سمعه الصائم والإناء في يده فلا يضعه بل يفطر فورا محافظة على تعجيل الفطر وعليه قال الطيبي: دليل الخطاب في «أحدكم» يشعر بأنه لا يفطر إذا لم يكن الإناء في يده، ويأتي أن تعجيل الفطر مسنون مطلقا لكن هذا مفهوم لقب فلا يعمل به. (حم د ك عن أبي هريرة) قال الحاكم: على شرط مسلم، وأقره الذهبي، لكن قال في «المنار»: مشكوك في رفعه. (حرف الهمزة)

- معالم السنن:

قال أبو داود: حدثنا عبد الأعلى بن حماد: حدثنا حماد عن محمد بن عمرو، عَن أبي سلمة، عَن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «إذا سمع أحدكم النداء والإناء على يده فلا يضعه حتى يقضي حاجته منه».

قلت: هذا على قوله: «إن بلالا يؤذن بليل فكلوا واشربوا حتى يؤذن ابن أم مكتوم»، أو يكون معناه: أن يسمع الأذان وهو يشك في الصبح مثل أن تكون السماء متغمة فلا يقع له العلم بأذانه أن الفجر قد طلع لعلمه أن دلائل الفجر معه معدومة ولو ظهرت للمؤذن لظهرت له أيضا، فأما إذا علم انفجار الصبح فلا حاجة به إلى أذان الصارخ؛ لأنه مأمور بأن يمسك عن الطعام والشراب إذا تبين له الخيط الأبيض من الخيط الأسود من الفجر.

• السنن الکبری للبیهقي:

وَهَذَا إِنْ صَحَّ فَهُوَ مَحْمُولٌ عِنْدَ عَوَامِّ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّهُ ﷺ عَلِمَ أَنَّ الْمُنَادِىَ كَانَ يُنَادِى قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ بِحَيْثُ يَقَعُ شُرْبُهُ قُبَيْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ. وَقَوْلُ الرَّاوِى: «وَكَانَ الْمُؤَذِّنُونَ يُؤَذِّنُونَ إِذَا بَزَغَ» يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ خَبَرًا مُنْقَطِعًا مِمَّنْ دُونَ أَبِى هُرَيْرَةَ أَوْ يَكُونَ خَبَرًا عَنِ الأَذَانِ الثَّانِى، وَقَوْلُ النَّبِىِّ ﷺ: «إِذَا سَمِعَ أَحَدُكُمُ النِّدَاءَ وَالإِنَاءُ عَلَى يَدِهِ» خَبَرًا عَنِ النِّدَاءِ الأَوَّلِ لِيَكُونَ مُوَافِقًا لِمَا

٨٢٧٧- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَلَمَةَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ وَالْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِىِّ عَنْ أَبِى عُثْمَانَ النَّهْدِىِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: «لَا يَمْنَعَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ أَذَانُ بِلَالٍ مِنْ سُحُورِهِ، فَإِنَّمَا يُنَادِى لِيُوقِظَ نَائِمَكُمْ وَيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ».

(باب مَنْ طَلَعَ الْفَجْرُ وَفِى فِيهِ شَىْءٌ)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
15 رمضان المبارک 1444ھ/6 اپریل 2023